Fikr-o-Nasar (Islamabad) 26:1 (1988)

اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قاضی کے فرائض

ڈاکٹر محمد طفیل

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہمہ جہت راہنمائی کی حامل ہے۔ آپ نے ہر طبقہ کے لوگوں کو راہنما اصول مہیا فرمائے، جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دین و دنیا میں کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

اس دنیا میں مختلف طبقے پائے جاتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ حقوق اور کچھ فرائض ہوتے ہیں اور حقوق و فرائض میں توازن ہی سے زندگی کا حسن قائم رہتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات انسان جذبہ حرص اور ہوائے نفس کے سبب اپنے حقوق سے تجاوز کر جاتا ہے اور استحصال کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ یہیں سے بدامنی اور افتراق وانتشار کی فضا کی ابتدا ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر شعبوں کی طرح اس انسانی کمزوری کی اصلاح اور معاشرے کو بدامنی، افتراق اور ظلم سے محفوظ رکھنے اور عدل و انصاف کا نظام قائم کرنے کیلئے جو بلند اصول عطا فرمائے اور جو طریقہ عمل وضع کیا وہ عدل وانصاف کے باب میں ایک مینارہ نور ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے قاضی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے لیکن دیگر قضاۃ کے برعکس ان کے فیصلے کو کہیں چیلنج

نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکه قرآن حکیم کی رو سے اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیه وسلم کے فیصلے کے خلاف دل میں کوئی میل بھی لاتا ہے تو اس کے ایمان کے ضائع ہوجانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔

آپ کی ذات ستودہ صفات تو وہ ہے جو ,, وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ،، کی مصداق ہے ۔ اس لئے آپ کا فیصله تو وحی الٰہی کے مطابق ھوتا تھا جس پر کوئی صاحب ایمان چون و چرا کی مجال نہیں رکھتا ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیه وسلم نے اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے بے شمار فیصلے فرمائے ۔ ایسے مقدمات جو آپ کی خدمت میں پیش ہوئے اور آپ نے بحیثیت قاضی ان کے فیصلے فرمائے ، انہیں مشہور محدث ابو عبداللہ بن فرج المالکی ابن الطلاع متوفی ۴۹۷ھ نے ,,اقضیة رسول اللہ ،، کے عنوان سے جمع کر دیا ہے ۔ یه فیصلے قانون دانوں کے لئے راھنمائی اور ھدایت فراھم کرتے ھیں ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیه وسلم نه صرف خود منصب قضاء پر فائز رھے اور انفرادی اور اجتماعی انصاف قائم کرتے رھے ۔ بلکه جب اسلامی ریاست کی حدود بہت وسیع ھوگئیں ، نبوت کے فرائض کے ساتھ اسلامی ریاست کی ذمه داریوں میں بے پناہ اضافه ھوگیا، تو آپ نے اپنی حیات طیبه میں مختلف علاقوں میں بہت سے قاضی مقرر فرمائے ۔ مزید برآں آپ اپنی موجودگی میں بھی بعض صحابه کرام سے فیصلے کرواتے رھے تاکه ان کی تربیت ھو سکے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیه وسلم نے جن صحابه کرام کو قاضی مقرر فرمایا ۔ ان میں سے کچھ کے اسماء گرامی یه ھیں :

حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت العلاء بن حضرمی، حضرت معقل بن یسار ، حضرت عمرو بن

العاص، حضرت عقبه بن عامر، حضرت حذيفه بن اليمان العتبى، حضرت عتاب بن اسد ، حضرت دحيه الكلبى، حضرت ابو موسى الاشعرى، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت زيد بن ثابت ، حضرت عبدالله بن مسعود (۱)، وغیرہ ۔

اپنے بعد عدل وانصاف کے قیام کے ذمہ دار افراد کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریق کار اور قواعد وضوابط ارشاد فرمائے اور جس تدبر و فراست کو قضاۃ کی شخصیت کا لازمہ قرار دیا گیا، یہی زیر نظر مقالہ کا موضوع ہے۔

قاضی کے فرائض :

۱ ۔ **عدل کا قیام :** قاضی کا تقرر اس لئے عمل میں آتا ہے کہ وہ انصاف قائم کرے، حقدار کا حق دلائے، ظلم کو روکے اور نیکی کی اشاعت کرے ۔ ایسا کرتے وقت قرآن و سنت کی بالادستی ہر حال میں قائم رہے گی ۔ جہاں تک قیام عدل کا تعلق ہے ۔ اس بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

اعدلوا هو اقرب للتقوى (۲)

عدل کرو یہی تقوٰی سے قریب تر ہے ۔

قرآن حکیم کی اسی سورہ میں دوسرا ارشاد ربانی ہے ۔

اقسطوا، ان الله يحب المقسطين (۳)

انصاف کرو بے شک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں انصاف مہیا کرنیکی جابجا تاکید کی ہے ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف مہیا کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمایا کہ آپ نے میثاق مدینہ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے یہودیوں کے مختلف قبائل میں امتیاز کو ختم کرکے انہیں برابر قرار دیا ۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ قانون

کی نظر میں سب افراد برابر ھیں ۔ اس لئے سب انسانوں سے مساوی سلوک کیا جائے گا اور سابقہ اقوام اس لئے تباہ ھوئیں کہ وہ لوگ کمزوروں کو زیادہ اور طاقتوروں کو کم سزا دیا کرتے تھے (۴) ۔ اس لئے قاضی کا فرض ہے کہ وہ حاکم ومحکوم ، راعی اور رعایا ، امیر و غریب نیز ضعیف و قوی کو برابر سمجھے اور معاشرے کے تمام افراد کو انصاف کے مساوی مواقع فراہم کرے ۔

۲ ۔ **عدالت میں فریقین سے یکساں سلوک :** جب قاضی عدالت میں کرسی عدالت پر متمکن ہو اور وہ مقدمہ کی سماعت میں مصروف ہو تو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس کا فرض ہے کہ وہ فریقین ، مدعی اور مدعی علیہ سے مساوی سلوک کرے ، انہیں برابر بٹھائے ، ان سے ایک سی آواز میں گفتگو کرے ۔ جب مدعی اور مدعی علیہ عدالت میں حاضر ھوں تو ان کے منصب اور مرتبہ کا ھرگز لحاظ نہ کرے ۔ اور اُن میں سے کسی کو بھی کسی بات میں ترجیح نہ دے، انہیں عدالتی نظام کے آداب اور طریق کار کو ملحوظ رکھنے کی برابر تلقین کرے ۔ کیونکہ ایسا کرکے ھی قاضی انصاف کے تقاضے پورے کر سکتا اور اپنے کو غیر جانب دار رکھ سکتا ہے ۔ جس سے نظام قضاء اور قاضی کی عظمت قائم ھوگی ۔ اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشادات سے رھنمائی ملتی ہے ۔

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتلی بالقضاء بین المسلمین فلیعدل بینہم فی لحظتہ و اشارتہ ومقعدہ و مجلسہ (۵) ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا مکلف ھو، اسے چاھیئے کہ ان کے درمیان اشارے، کنائے اور بیٹھنے اٹھنے میں برابری قائم رکھے ۔

حضرت ام سلمه رضی الله عنها سے ایک اور روایت مروی ہے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ۔

من ابتلی بالقضاء بین المسلمین فلا یرفع صوته علی احد الخصمین ما لم یرفع علی الآخر ۔ (٦) ۔

جو شخص مسلمانوں کے مابین فیصله کرنے کا مکلف هو وه فریقین میں سے ایک کے لئے اسی قدر آواز بلند کرے جس قدر دوسرے کے لئے بلند کرے ۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے که قاضی اس وقت تک دعوی نه سنے جب تک دونوں فریق قاضی کے روبرو موجود نه هوں ، کیونکه رسول الله صلی الله علیه وسلم عام طور پر فریقین کی موجودگی میں فیصله فرماتے تھے ۔ نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک اور حدیث مذکور ہے ، جس کا مفهوم یه ہے که جب قاضی فیصله کرے تو فریقین میں مساوات قائم رکھے اور شریف اور رذیل میں کوئی امتیاز نه کرے ۔

۳ ۔ فریقین کا موقف سن کر فیصله کرے : قاضی چونکه انصاف مهیا کرنیکا ذمه دار هوتا ہے اور انصاف اسیصورت میں فراهم هو سکتا ہے جب فریقین کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کے مکمل مواقع حاصل هوں ۔ اس لئے قاضی کے فرائض میں یه امر بھی شامل ہے که وه فریقین کو اپنا اپنا موقف بیان کرنے کے لئے مساوی مواقع فراهم کرے ۔ اور وه حتی الوسع یکطرفه فیصله نه کرے ۔ رسول اکرم صلی الله علیه وسلم کی ایک حدیث سنن ابو داؤد اور سنن الترمذی میں مذکور ہے ۔

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تقاضی الیک رجلان، فلا تقض للاول حتی تسمع کلام الآخر فسوف تدری کیف تقضی (۷) ۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو افراد اپنا مقدمہ پیش کریں تو آپ ایک کے حق میں فیصلہ نہ کریں جب تک دوسرے کا موقف نہ سن لیں ۔ ممکن ہے فیصلہ کی کوئی شکل نکل آئے ۔

ایسا کرنے سے نہ صرف انصاف کے تقاضے پورے ہونگے بلکہ مقدمے کی صحیح صورت حال بھی سامنے آجائے گی ۔ اس حدیث کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کا قاضی مقرر کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری عمر چھوٹی ہے میں کس طرح فیصلے کرونگا ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی آپ کے دل کو ھدایت سے نوازے گا ، آپ کی زبان حق پر ثابت رھے گی ، جب فریقین عدالت میں موجود ہوں تو دونوں کا موقف سنے بغیر فیصلہ نہ کریں کیونکہ دوسرا فریق فیصلہ کی راہ آسان کر دے گا ۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان ھدایات پر عمل کیا اور کامیاب قاضی ثابت ہوئے ۔ ان شواھد سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ فریقین کو ہر طرح کے مواقع فراہم کرے کہ وہ اپنا موقف اصالۃ یا وکالۃ بیان کر سکیں ۔ اسی میں قاضی کی بھلائی ہے اور اسی سے انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں ۔

۴ ۔ عدالت میں پیش ہونے والے سے قسم لے : قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ جو شخص عدالت میں پیش ہو وہ اس سے قسم لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم لیا کرتے تھے ۔ مسلمان سے ان الفاظ میں قسم لی جاتی تھی کہ ,, احلف باللہ الذی لا الہ الا ھو مالہ عندک شی ،،(۸) ۔ مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرے پاس مدعی کی کوئی چیز نہیں ۔ جب کہ غیر مسلم

افراد سے ان الفاظ میں قسم لی جاتی تھی ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے قسم لی تھی کہ اس خدا کو یاد کرو جس نے تمھیں فرعون سے نجات دی تمھارے لئے سمندر کو چیرا اور تم پر من وسلوٰی اتارا (۹) ۔

۵ ۔ **غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے :** انسان جب غصہ میں ہوتا ہے تو وہ حقائق سے بے خبر ہو جاتا ہے اور نتائج سے بے بہرہ، اسی طرح اس کی فکری اور عقلی قوتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ھیں اس لئے غصہ کی حالت میں کوئی انفرادی یا اجتماعی فیصلہ نہیں کرنا چاھیئے ۔ قاضی کے اس فریضہ کو یاد دلانے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لایحکم احد بین اثنین وھو غضبان

غصہ کی حالت میں کوئی شخص فریقین کے مابین فیصلہ نہ کرے ۔

اسی حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ :

لایقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان ۔

قاضی دو افراد میں غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے ۔

علمائے نفسیات کا قول ہے کہ غصہ خون میں حدت کے اضافے سے آتا ہے ۔ اور غصہ کی حالت میں حق و باطل کی تمیز مٹ جاتی ہے ۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کو ھدایت کی کہ وہ غصہ کی حالت میں فیصلے صادر نہ کریں ۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی رو سے حق کو ثابت کرنا ھی قانون کا بنیادی وظیفہ ہے ۔ اور اثبات حق کے بغیر قانون کا کوئی مفہوم قائم نہیں ھوتا ۔

٦ ـ **قاضی اطمینان اور دلجمعی سے مقدمہ سنے :** اسوۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قاضی کا فرض ہے کہ وہ مقدمہ کی سماعت کے دوران ہمہ تن مقدمہ کی طرف متوجہ رہے، پوری دلجمعی سے فریقین کے دلائل سنے اور ان کا تجزیہ کرے ـ قاضی کو سکون اور اطمینان اسی وقت میسر آئے گا جب اسے مالی، جسمانی اور ذہنی آسودگی حاصل ہو ـ اس باب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاۃ کو اس رہنمائی سے نوازا ہے ـ

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقضی القاضی الا ہو شبعان و ریان (۱۰) ـ

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی اس وقت فرائض قضاء سر انجام دے جب وہ خوب کھایا پیا اور سیر ہو ـ

بھوک اور پریشانی کے عالم میں انسان کی توجہ مقدمے پر مرکوز نہیں رہے گی ـ جس کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہونگے ـ اس لئے رحمت عالم نے بھوک اور پریشانی کے حالات میں فیصلہ صادر کرنے سے منع فرمایا ـ ضمناً اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قاضی کو ضروریات زندگی فراہم کرے تاکہ وہ اپنا فریضہ دلجمعی سے بطریق احسن ادا کرسکے ـ

۷ ـ **گواهی کا نظام :** اسلامی نظام قضاء میں گواہوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔گواہوں کے بغیر مقدمہ کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی جھوٹ سچ الگ ہوتا ہے کیونکہ مدعی ہر بات ثابت کرنا چاہتا ہے جبکہ مدعی علیہ ہر دعوے سے منکر ہوتا ہے۔ان حالات میں ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو مقدمہ کو صحیح سمت چلائیں اور کھرا کھوٹا الگ کر دکھائیں ـ کیونکہ مدعی کو اپنے دعوے کے

ثبوت میں گواہ پیش کرنا ہوتے ہیں، اس لئے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ گواہی قبول کرے ۔ گواہوں کا تزکیہ کرکے انہیں عدالت میں بیان دینے کی سہولتیں فراہم کرے ۔ شخصی شہادتوں کے ساتھ ساتھ قاضی کو چاہیئے کہ وہ دلائل، شواہد، براہین اور احوال و کوائف کو بھی بروئے کار لائے ۔ اور ان سب امور کی روشنی میں فیصلہ کرے ۔ اگر کسی قاضی نے مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت گواہی کے نظام کو پس پشت ڈالا تو وہ نہ صرف حق کو پا سکے گا اور انصاف کرنے سے محروم رہے گا بلکہ وہ قرآن و سنت سے بھی دور ہو جائے گا ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

الا اخبرکم بخیر الشهداء الذی یاتی بشهادته قبل ان یسألها ۔

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے ؟ بہترین گواہ وہ ہے جو اپنی گواہی سوال کرنے سے پہلے پیش کر دیتا ہے ۔

گواہ کا فرض ہے ۔ کہ وہ گواہی پیش کرنے کے لئے تیار رہے اور گواہی نہ چھپائے ۔ اسی طرح قاضی کا فرض ہے کہ وہ گواہی قبول کر لے ۔ اور گواہی دینے کی وجہ سے گواہ کو جن مشکلات یا مصائب کا سامنا ہو ۔ ان کا ازالہ کرے ۔

۸ ۔ **عدالت کے دروازے ہر وقت کھلے رکھے :** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر نگاہ ڈالیجائےتو یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ انسانیت کے بزرگ ترین فرد ہونے کے باوجود آپ تک ہر شخص کو بآسانی رسائی حاصل تھی ۔ اس لئے مسلمان قاضی کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انصاف قائم کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہے ۔ کسی سائل کو حصول انصاف کے لئے اپنے در پر آنے سے نہ روکے اور ہر انصاف طلب کرنے والے کو انصاف کے مساوی مواقع مہیا کرے ۔ اس

بارے میں مستدرک علی الصحیحین میں ایک حدیث مروی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ھیں ۔

عن ابی مریم صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ولی من امر المسلمین شیئا فاحتجب دون خلتھم وحاجتھم وفقرھم وفاقتھم احتجب اللہ عزوجل یوم القیامة دون خلته وفاقته وحاجته وفقره (۱۱) ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص‌کو مسلمانوں کےکسی معاملہ کا والی بنایا گیا اور وہ ان سے چھپ کر ان کی بہی خواھی ، ان کی ضروریات ان کی تنگدستی اور ان کے فاقہ سے غافل ھو گیا، تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس سے چھپ کر اس کی بہی خواھی ، اس کی ضروریات ، اس کی تنگدستی اور اس کے فاقہ سے منہ پھیر لیں گے ۔

اسلام کی رو سے عوام کو انصاف فراھم کرنا اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس لئے قاضی پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کی عدالتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ھمہ وقت موجود رھے ۔ اس حدیث کی روشنی میں اسلامی حکومت کو چاھیے کہ وہ عدالتوں میں شفٹ کا نظام رائج کرے تاکہ جب بھی ضرورت درپیش ھو جج یا اس کا قائم مقام فرد عدالت میں موجود رھے تاکہ مقدمات کا فیصلہ کرنے میں تاخیر نہ ھو جو ھمارے دور کا سب سے بڑا قانونی المیہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے بے شمار مسائل پیدا ھوتے ھیں ۔ جن میں سے حبس بے جا بھی ہے۔

۹ ـ **مقدمہ نمٹانے کی تاریخ مقرر کرے :** قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ جب اس کی عدالت میں کوئی مقدمہ دائر ہو تو وہ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے مناسب تاریخ مقرر کرے اور مقررہ تاریخ کی اطلاع فریقین کو بھی دے ـ قاضی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایک فریق کو جب چاہے عدالت میں بلائے اور دوسرے کو اکیلا دوسرے وقت طلب کرے ـ بلکہ فریقین کو وکالۃ یا اصالۃ بیک وقت عدالت میں طلب کرے ـ اور جب قاضی فریقین کو طلب کرے تو ان پر واجب ہے کہ وہ عدالت کے روبرو حاضر ہوں ـ اس باب میں بہت سی احادیث ملتی ھیں ـ ایک حدیث مجمع الزوائد میں یوں ہے ـ

عن ابی موسی الاشعری ان معاویۃ بن سفیان قال لہ ، اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اختصم عندہ الرجلان فاتعد الموعد (۱۲) ـ

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن سفیان نے ان سے کہا کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ کی خدمت میں جب دو آدمی اپنا مقدمہ پیش کرتے تو ان کا مقدمہ نمٹانے کیلئے کوئی تاریخ مقرر ہوتی تھی ـ

اس حدیث میں اور امور بھی مذکور ھیں ـ ہم نے وھی حصہ پیش کیا ہے ، جس سے مقدمہ کی سماعت کے لئے تاریخ مقرر کرنے کی شہادت ملتی ہے ـ اسی طرح فریقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر ھوں ـ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان حاکم نے جس شخص کو طلب کیا اور وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوا تو ایسا شخص ظالم ہے ـ اسے کوئی حق نہیں ملنا چاہئے (۱۳) ـ

۱۰ ۔ **رشوت قبول نہ کرے :** رشوت ایک ایسی لعنت ہے جو نظام قضاء کی جڑوں میں سرایت کر چکی ہے اور ترقی پذیر ممالک میں اس کا عام رواج ہو چکا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے رشوت کی برائی سے امت مسلمہ کو متنبہ کر دیا تھا ۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے :

عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنة اللہ علی الراشی والمرتشی فی الحکم ۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی لعنت ہو اس شخص پر جو فیصلہ کے معاملے میں رشوت لے اور رشوت دے ۔

اس حدیث کی روشنی میں قاضی کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی رشوت سے پورا پورا اجتناب کرے اور عدالت کے تمام اہل کاروں پر کڑی نظر رکھے کہ وہ بھی رشوت میں ملوث نہ ہوں کیونکہ رشوت کی بے شمار اقسام ہیں ۔ جو سب کی سب ممنوع ہیں ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ راشی کسی حالت میں انصاف نہیں کرتا ۔ اور اسلامی نظام قضاء کا بنیادی فریضہ انصاف کا قیام ہے اور حقدار کو اس کا جائز اور قانونی حق دلانا ہے۔

۱۱ ۔ **فیصلے کا معیار :** قاضی کے فیصلے کا معیار یہ ہے کہ جب اس پر حقیقت حال واضح ہو جائے اور اس کا ضمیر جو فیصلہ کرے وہ کسی دباؤ میں آئے اور کسی کے مرتبہ کا لحاظ کئے بغیر وہ فیصلہ نافذ کر دے ۔ لیکن جج کوئی ایسا فیصلہ نہ کرے جس سے کتاب و سنت کی مخالفت عیاں ہو کیونکہ ,, لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق ،، اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے مخلوق کو خوش نہیں کیا جا سکتا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب العلاء ابن الحضرمی کو بحرین کا قاضی مقرر فرمایا تو آپ نے اہل بحرین کو ایک طویل خط تحریر فرمایا، جس میں حضرت العلاء ابن الحضرمی کی تقرری کا تفصیل سے ذکر کیا اور اہل بحرین کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنے نئے قاضی کی اطاعت کریں لیکن یہ اطاعت غیر مشروط نہیں تھی بلکہ کڑی شرائط سے مشروط تھی ۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا :

ویحکم بینکم وبین من القی من الناس بما انزل اللہ فی کتابہ من العدل و آمرکم بطاعتہ اذا فعل ذلک و قسم بقسط واسترحم فرحم فاسمعوا لہ و اطیعوا واحسنوا ۔(۱۴) ۔

قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے اللہ تعالی کی نازل کردہ کتاب کے مطابق انصاف کے ساتھ کرے، اگر وہ ایسا کرے تو میں تمہیں اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں ۔ جب تک وہ انصاف کرتا رہے، جب رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کرے تو اس کی بات سنو ، اسکی اطاعت کرو اور اس سے حسن سلوک کرو ۔

اس خط کی روشنی میں قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلے کرے ۔ اور جب تک وہ ایسا کرتا رہے اس کی اطاعت کی جائے اور جب وہ کتاب و سنت کو پس پشت ڈال دے ، انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے اور من مانی پر اتر آئے تو مسلمان بھی اس کی اطاعت نہیں کریں گے ۔ اس کی بات نہیں سنیں گے ۔ اور اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے ۔ کیونکہ وہ اپنے منصب سے انصاف نہیں کر رہا اور اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی کا مرتکب ہو گیا ہے ۔

۱۱ ـ قاضی اجتہاد کرے : جیسا کہ ہم نے ذکر کیا قاضی پر فرض ہے کہ کوئی فیصلہ کرتے وقت کتاب و سنت کے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اور ہر ہر قدم پر کتاب و سنت سے رہنمائی حاصل کرے۔ جن امور میں قرآن و سنت خاموش ہوں۔ تو ایسے امور میں اجتہاد سے کام لے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کو روزانہ نت نئے مسائل اور جدید قسم کے مقدمات کا سامنا ہوتا ہے اور ہر مسئلے اور اس کی جزئیات قرآن و سنت میں مذکور نہیں، اس لئے قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اجتہاد سے کام لے۔ اس باب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث سے رہنمائی ملتی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت معاذا الی الیمن، فقال کیف تقضی؟ فقال اقضی بما فی کتاب اللہ، قال فان لم تکن فی کتاب اللہ قال بسنة رسول اللہ ان لم یکن فی سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، قال اجتهد برأی (۱۵) ـ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی مقرر کرکے بھیجا تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کس طرح فیصلے کیا کرو گے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہوگا، اس کے مطابق فیصلے کرونگا ۔ آپ نے فرمایا کہ متعلقہ معاملہ کتاب اللہ میں نہ ہو ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ۔ آپ نے پوچھا کہ اگر درپیش مسئلہ سنت میں بھی نہ ہو ؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے اور صوابدید سے اجتہاد کروں گا۔

اس گفتگو سے بہت سے امور واضح ہوتے ہیں ۔ ان میں سے بہت اہم بات یہ ہے کہ جب قاضی کو کتاب و سنت سے رہنمائی نہ ملے تو وہ حالات و کوائف کی روشنی میں اجتہاد سے کام لے۔ کیونکہ

ان حالات میں اجتہاد کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں ہوتا ۔ واضح رہے کہ اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس نے اسلامی قانون کو بہت زیادہ متحرک اور فعال بنا دیا ہے اور اجتہاد کی موجودگی نے اسلامی قانون میں یہ خوبی بھر دی ہے کہ وہ ہر زمان و مکان کے لئے یکساں مفید اور قابل عمل بن گیا ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کے احکام تو اللہ تعالی کے عطا کردہ ہیں ۔ جب کہ اجتہادات کے ذریعے صادر ہونے والے فیصلے انسان کرے گا ۔ اور انسان خطاء کا پتلا ہے۔ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتہد فأخطا فله اجر (۱٦) ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد سے کام لیتا ہے اور صحیح فیصلہ کرتا ہے، تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر وہ فیصلہ کرتے وقت اجتہاد سے کام لے اور غلطی کر جائے ، تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

قاضی کو غلطی کے ڈر سے اجتہاد سے کنارہ کش نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اجتہاد سے کام لے کر حق کا متلاشی رہنا چاہئے تاکہ وہ انصاف قائم کر سکے اور انصاف کی تلاش میں مسلمانوں کے اقوال و تجربات کے ساتھ غیر مسلموں کے تجربات اور فیصلوں سے بھی استفادہ کر سکتا ہے کیونکہ ترمذی کے باب العلم میں فرمان مصطفوی ہے :

الحکمة ضالة المومن إنیّ وجدها فهو احق بها (۱۷) ۔

دانائی کی بات مسلمان کی گمشدہ پونجی ہے، جہاں بھی اس کو ملے، وھی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

سطور بالا میں ہم نے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قاضی کے چند فرائض بیان کئے ہیں ۔ ان فرائض پر سرسری نگاہ ڈالی جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام قاضی کو انصاف مہیا کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ قاضی کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت کتاب و سنت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے اور اس کے بعد اجتہاد سے بھی کام لینا چاہیئے ۔

قاضی کے فرائض سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ فریقین کو اپنا موقف بیان کرنے کے پورے پورے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں ۔ جس سے انسان نفسیاتی طور پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اپنا موقف بیان کرنے کے بعد ہر فریق میں ہر طرح کا فیصلہ قبول کرنے کی ہمت اور جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب فیصلہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہو تو اسے نافذ کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں ہوتا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے مسلمان قاضی کو انہی فرائض کی بجاآوری کی عملی تعلیم دی ہے۔ جب تک مسلمان قضاۃ ان سنہری احکام پر عمل کرتے رہے ۔ اسلامی معاشرے میں انصاف کا دور دورہ رہا ۔ قضاۃ بھی مطمئن رہے، مقدمات کی تعداد بھی بہت کم رہی ۔ مسلمان ممالک کے نظام قضاء کو اسی وقت فعال ، کامیاب اور مفید بنایا جا سکتا ہے جب اسے اسوۂ حسنہ کے مطابق ازسر نو مرتب کیا جائے ۔

مـــراجع

۱ ـ ابن الطلاع، ابو عبداللہ محمد بن فرج المالکی، اِقضیة رسول اللہ، القاہرة ، ۱۹۷۸، ص ۲۳ ـ ۳۵ـ

۲ ـ قرآن حکیم ، سورہ المائدہ ، آیت نمبر ۸ ـ

۳ ـ قرآن حکیم ، سورہ المائدہ ، آیت نمبر ۴۲ ـ

۴ ـ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ج ۳ ، ص ۲۹۹ ، طبع حلب ۱۳۵۳ھ ـ

۵ ـ سنن دار قطنی، ج ۲ ، ص ۵۱۱، طبع دہلی ۱۳۱۰ ھ ـ

٦ ـ سنن دار قطنی ، ج ۲ ، ص ۵۱۱ ، طبع دہلی ۱۳۱۰ھ ـ

۷ ـ الخطیب بغدادی ، مشکوۃ المصابیح ، ج ۲ ، ص ۳۲۵، طبع بولاق ، ۱۳۸۱ھ ـ

۸ ـ ابو داؤد ، سنن کتاب القضاء باب کیف یحلف بالیمین ـ

۹ ـ ابو داؤد ، سنن کتاب ابواب القضاء ، ج ۲ ، ص ۱۵۴ ـ ۱۵۵ ـ

۱۰ ـ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم ، ج ۲ ، ص ۷ ، طبع دہلی ـ

۱۱ ـ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشا پوری، المستدرک علی الصحیحین ، ج ۴ ، ص ۹۳ ـ ۹۴ ـ

۱۲ ـ الهیثمی حافظ علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد، ج ۴ ، ص ۷۵ ، طبع قاہرہ ، ۱۳۵۲ھ ـ

۱۳ ـ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی، سنن دار قطنی، ۱۳۱۰ھ ، ج ۲، ص ۵۱۵، طبع دہلی ـ

۱۴ ـ ابو داؤد سلیمان بن اشعث ، سنن کتاب القضاء باب الرشوۃ ـ

۱۵ ـ الترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسی ، الجامع ، ج ۲ ، ص ۲۷۵ ـ

۱٦ ـ ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ، نولکشور، ۱۳۹۳ھ ، ج ۲ ، ص ۱۲۷ ـ

۱۷ ـ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی ، جامع ، باب العلم حدیث نمبر ۱۹ ـ